قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

جلد ۷ | ۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۱ محرم سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۲۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب معہ صاحبزادگان ۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء بروز جمعہ مالیر کوٹلہ سے تشریف لے آئے۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی ضلع جالندھر کے کامیاب دورہ سے واپس آکر مع حافظ جمال احمد صاحب موضع دھنی دیو ضلع لائل پور میں جلسہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ ضلع جالندھر کے دورہ میں حافظ صاحب موصوف قریباً سات سو روپیہ چندہ وصول کر کے لائے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ دو ماہ کی موسمی تعطیلات کے بعد ۸ ماہ حال کو کھلینگے۔

نامۂ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

اللہ کی تعریف یورپ کا طرز معاشرت۔ عیسائیت کا اثر مادہ پرستی اور دہریت کا غلبہ دیکھ کر اور دنیا کے سب سے بڑے شہر اور روئے زمین کی نہایت طاقتور سلطنت کے پایہ تخت لنڈن کے مرکز میں سلسلہ احمدیہ کے سورج کا طلوع مطلع مغرب میں ملاحظہ کر کے میرے قلب اور زبان سے الحمد للہ نکلتا۔ اور میں اپنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں ⁂

ہمارا گھر باہر سے بڑی ریل کا اسٹیشن چیرنگ کراس ہو یا واٹرلو یا وکٹوریہ یا لورپول سٹریٹ ہر سٹیشن سے آپ میٹروپولیٹن ریلوے یا زیر زمین ریلوے پر سوار ہو کر ایج ویر سٹیشن پر اتر سکتے ہیں۔ اور صرف دو منٹ میں آپ سٹار اسٹریٹ پر پہونچ جائینگے۔ اور دائیں طرف تین مکان چھوڑ کر چوتھے سہ منزلہ مکان کے دروازہ پر پیتل کی ایک چمکتی تختی پر

"Ahmadyya movement"

لکھا پائینگے۔ اس تختی کے برابر شیشے کی دیوار کے پیچھے آپ کو قادیان سے شائع شدہ نمونۃ القرآن سورہ فاتحہ چسپاں ملیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ سلسلہ کے دوسرے چھوٹے چھوٹے رسائل خوبصورتی سے شیشوں کے اندر آویزاں پائینگے۔ اور ایک نیا مختصر رسالہ جو حال ہی میں شائع کیا گیا ہے اور جس کا نام ہے

"A call to truth"

"صداقت کی طرف بلاوا" اپنے پورے صفحات کھولے ساتھ چلنے والے مرد و عورتوں کو صداقت کی طرف بلاتا ہوا آپ ملاحظہ کرینگے۔ اور اس سے ذرا اوپر خط مستقیم میں موٹے حروف کے اندر اس کمرہ کی اندرونی حالت کا اظہار

"The Ahmadyya Library"

یعنی احمدیہ کتب خانہ ' کے خوشخط لکھے ہوئے الفاظ نظر آئینگے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ گو اسِ ویر روڈ پر چلنے والی بیشمار بس اور موٹر گاڑیوں کی شوریلی آواز آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے ہوئے ہوگی۔ مگر اس مکان کا منظر آپ کو ایک آن کے لئے بھلا دیگا۔ کہ آپ کہاں ہیں قادیان میں ہیں یا لنڈن میں۔ اس عالم خوشی میں اگر آپ اپنے سر کے اوپر سامنے کی دیوار پر نظر کریں۔ تو سلسلہ احمدیہ کی دوسری منزل آپ کے سامنے ذیل کا خوبصورت مسرت بخش اور تسکین دہ پردہ لائیگی۔ پڑھیئے اور خدا کی حمد کیجئے۔

" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ان الدین عند اللہ الاسلام "

اسی عالم خوشی میں آپ تھوڑا اوپر دیکھیں۔ اور مکان کی تیسری منزل کے حصہ زیریں کے رُخ پر زاویہ نما بورڈ پر نظر ڈالیں اور اگر انگریزی جانتے ہیں تو خود مطالعہ فرمادیں ورنہ میں ترجمہ کردونگا۔

The Ahmadiyya Movement
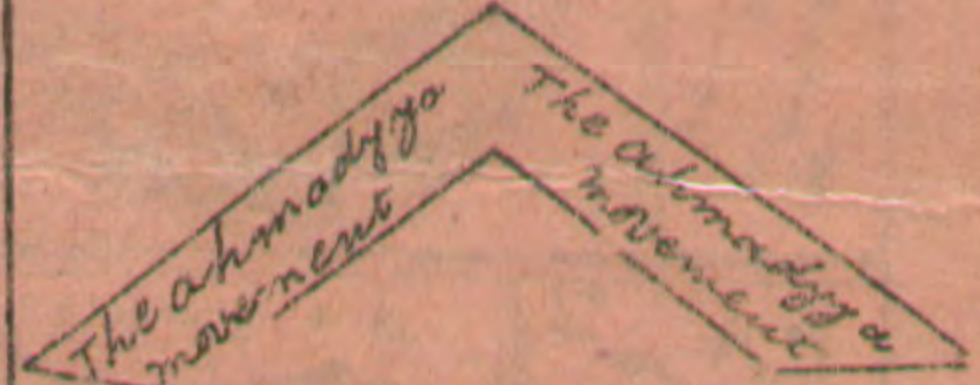
ہمارا گھر اندر سے

آپ دروازہ پر دستک دیں۔ آپ کو کوئی نومسلم لیڈی باہر آکر اندر لیجائیگی یا گھر کی خادمہ جواب دیگی یا قادیان کی کوئی صورت دروازہ پر آملیگی۔ آپ پہلی منزل کے بائیں جانب احمدیہ لائبریری اور حضرت اقدس مسیح موعود کے اس خادم کا دفتر پائینگے جو صادق کے نام سے مشہور اور لاہور میں بشپ لیفرائے کے کامیاب مقابلہ کے لئے شہرت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کمرہ میں آپ کو کسی نومسلم انگریز مرد یا عورت سے (جو حضرت مفتی صاحب کی زیارت کے لئے آیا ہو) ملاقات ہو جائے۔ آپ اس کمرہ میں حضرت مسیح موعود کی کتب۔ لنڈن کا نقشہ۔ انگریزی عربی کیلنڈر۔ مقیاس الحرارت۔ خط وزن کرنے کے کانٹے۔ مُہریں اور مختلف Reference (حوالجات) کی کتابیں پائینگے۔ اور میز پر دنیا کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے خطوط مختلف رنگ کے مُہروں کے ساتھ آپ دیکھیں گے۔ اس کمرہ کے ملاحظہ کے بعد آپ

سیدھے سیڑھیوں کے اوپر چڑھ آئیں (کیونکہ ساتھ کے دو کمروں میں سے ایک مسز فلورنس عباسی کے پاس کرایہ پر ہے اور دوسرا زیر مرمت ہے۔ اور نیچے باورچیخانہ ہے اس طرف جانے کی ضرورت نہیں) درمیانی منزل کا وسطی کمرہ "مسجد" ہے۔ اس کے دروازہ پر آپ انگریزی میں "نمازوں کے اوقات" لکھے ہوئے پڑھ لینگے۔ اور اندر وسط میں بچھی ہوئی چٹائی و جائے نماز نیز سامنے ٹنگا ہوا قرآن آپ کو بتائیگا۔ کہ اس کمرہ کو کس مصرف کے لئے خالی رکھا گیا ہے۔ دیوار کے ساتھ ساتھ چاروں طرف بچھی ہوئی کُرسیاں اور تین میزیں ٹائپ رائٹر چھوٹا سا پریس اور انگریزی کتابوں کی ایک الماری آپ پر واضح کر دیگی کہ تنگی جگہ کے باعث اسی کمرہ سے لیکچر ہال کا کام لیا جاتا ہے۔ اسی میں اطلاعات چھاپی جاتی ہیں ٹائپ کا کام ہوتا ہے۔ اور اس کے ایک کونے میں تیر کا دفتر ہے۔ ساتھ کے کمرہ میں صادق و نیر رات بسر کرتے ہیں۔ اور سب سے اوپر کی منزل میں آپ ایک طرف قاضی و سیال کا ڈیرہ پائینگے۔ اور ایک کمرہ میں خادمہ اور اس کے عیال کی جائے رہایش دیکھینگے۔ پہلی اور دوسری منزل کے درمیان ایک طرف کو غسل خانہ اور پاخانہ ہے۔ لنڈن کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ہمارے ساتھ یہ کہنے میں متفق ہونگے۔ کہ سات کمروں کا مکان عمدہ جگہ پر ضروری سامان سے آراستہ مہیا ہونا تبلیغ کے کام کے لئے نہایت مفید ہے۔ ہمارے مبلغین نے محنت کرکے یہ مکان تلاش کیا اور ۱۹۲۱ء تک کا معاہدہ کرکے لیا ہوا ہے ٭

مفتی صاحب

چونکہ قاضی صاحب بوجہ علالت طبع لنڈن سے باہر ہیں۔ اور ساحل سمندر پر ہیسٹنگز نام جگہ میں مقیم ہیں۔ اور وہیں تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ اس لئے لنڈن کے مکان کا ممتاز مکین وہ "مسٹر مفتی" (ولایت میں مسٹر کا لفظ عزت کے طور پر استعمال ہوتا ہے) تنہا اپنی سفید داڑھی اسی قادیانی صورت اور سبز پگڑی کے ساتھ لشکر شیطان کے مقابل اسلام کی رُوحانی افواج کی کمان کر رہا ہے۔ اور میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ باغیوں کی سرکوبی کا کام جو اس جرنل کے سپرد

تھا۔ وہ بخوبی ہُوا۔ اور ہو رہا ہے۔ جس چیز کو مغرب میں سم قاتل کہا جاتا تھا۔ وہی "آبحیات" ہوکر مُردوں میں جان ڈالنے کا باعث ہے ٭

لنڈن کا کام

یہاں کی تبلیغ (۱) ملاقاتوں (۲) خطوکتابت (۳) لیکچروں (۴) تقسیم لٹریچر اور (۵) تالیف قلب پر مشتمل ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ احمدی مبلغین ان تمام ذرائع کو عمدگی سے کامیابی کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ ہر روز لوگ ملاقاتوں کے لئے آتے اور سلسلہ حقہ کی صداقت کا وعظ سنتے ہیں ٭

ملاقاتیں

ہفتہ گذشتہ میں ۲۰ مرد و عورت انگریز و ہندوستانی ملاقات کے لئے آئے۔ انہیں مفصلہ ذیل طرازی احمدی تھے۔ (۱) مسٹر سعید ولسن بکنہ منسٹر جو تین روز ہمارے مہمان رہے۔ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ ذہین اور اچھے آدمی ہیں۔ سلسلہ سے محبت رکھتے ہیں۔ ہندوستانی طلبار کو تبلیغ کرتے رہے۔

(۲) مسز حلیمہ بسٹ خان جو ایک سمجھدار نہایت شریف خاتون ہیں۔ ان کا میاں اور یہ لیڈی سلسلہ عالیہ سے محبت رکھتے۔ اور اپنی سمجھ و آمد کے مطابق خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں دو بھولے بچے رکھتی ہیں ایک لڑکی اور ایک لڑکا گود میں عبدالحمید نام ہے ٭

(۳) مس بسٹ حمیدہ نوعمر شرمیلی شریف احمدی لڑکی ہے بسم اللہ تو پہلے سے جانتی تھی۔ اب الحمد و (الحمد للہ) و جزیک اللہ یرز اک اللہ عربی میں سیکھ گئی ہے اور فرصت نکالکر دین اپنی بہن کی طرح سیکھ رہی ہے ٭

(۴) مسز محمد فاطمہ۔ شریف طبیعت نیک مزاج ہنس مکھ عورت ہے سورہ فاتحہ عربی میں یاد ہے۔ خوب فر فر پڑھتی ہیں تھوڑی ہندوستانی بھی جانتی ہیں۔ چھوٹا سا بچہ گود میں ہے۔

(۵) مسز شاہ۔ ایک نوعمر شرمیلا مزاج رکھنے والی نومسلمہ عورت ہے مسجد کے کمرے کو اخلاص و محبت کے ساتھ آکر صاف کیا۔ تمام چیزیں ترتیب کے ساتھ رکھیں۔ مفتی صاحب کی چٹھیاں لکھتی رہی۔ انکے علاوہ مس عزیزہ و مس عنایت نام دو اور نومسلم لڑکیوں سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور ہفتہ رواں میں شمس العلماء مولانا کمال الدین ایم اے سکنہ چٹاگانگ بھی دو دفعہ تشریف لائے۔ ایک مسیحی خاتون مس بیری نام جو تعلیم یافتہ و بہت ہوشیار لڑکی ہے۔ حضرت مفتی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۷ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

ہندو مسلمانوں کی صُلح

(۱۲)

اخبار عام مورخہ ۱۶ - اگست ۱۹۱۹ء میں " شری کرشن جی مہاراج کا مبارک جنم دن " کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا تھا - جسمیں حضرت کرشن علیہ السلام کی مسلمانوں کے دلوں میں عزت و توقیر پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ :-

" خواجہ حسن نظامی دہلوی نے کرشن مہاراج کی مقدس زندگی کے حالات لکھ کر کروڑ ہا مسلمانوں کو کرشن بھگت بنا دیا ہے "

اسکے متعلق ہم نے ۲۶ - اگست کے پرچہ میں لکھا تھا کہ :-

" خواجہ صاحب بیچارے کی حقیقت ہی کیا ہے کہ کروڑ ہا انسان ان کی کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں - ہمیں خیال ہی نہیں - بلکہ یقین ہے - کہ ان کی لکھی ہوئی حضرت کرشن کی سوانح زیادہ سے زیادہ چند سو لوگوں کی نظر سے گذری ہوگی - پھر کیسے کروڑ ہا انسان ان کی وجہ سے کرشن بھگت بن گئے - درحقیقت لاکھوں مسلمانوں کو حضرت کرشن کے سچے بھگت بنانے والے حضرت مرزا صاحب ہیں - جنہوں نے اپنے پیروؤں میں حضرت کرشن کے متعلق ایسا اخلاص اور محبت پیدا کر دی ہے - جو قطعاً قطعاً دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی - کیا ایڈیٹر صاحب اخبار عام کھلے دل سے اس کا اعتراف کرینگے "

اِسکے ساتھ ہی ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے جو آپ کی طرف سے " پیغام صلح " کے نام سے شائع ہو چکی ہے - ایڈیٹر صاحب اخبار عام کی اس توقع کے متعلق کہ :-

" چونکہ کرشن بھگت کے لئے گئو رکھشا لازمی ہے اس لئے مسلمانوں میں گئو رکھشا کی سپرٹ پیدا ہو کر ہندوستان کی حقیقی نجات کا موجب ہو گی "

لکھا تھا کہ :-

" اس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں گئو رکھشا کی سپرٹ پیدا کرنے کا ایک ہی طریق ہے - جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا ہے - پس اگر ایڈیٹر صاحب اپنی اس توقع کو پورا ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں - تو کیوں اس قوم کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے - جو صلح کی سادی شرائط کے علاوہ محض ہندوؤں کے مذہبی جذبات اور احساسات کی نگہداشت کے لئے گائے کا ذبح کرنا چھوڑنے کے لئے تیار اور آمادہ ہے - اور پھر یہ اقرار صرف زبانی ہی نہ ہو گا - بلکہ لکھ کر دینے کے لئے تیار ہے - کیا ہم امید رکھیں کہ اخبار عام اسپر غور کریگا "

ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار عام نے نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ قلم اٹھایا ہے - اور جہاں اس نے اس بات کا نہایت کھلے دل اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اعتراف کیا ہے - کہ سب سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے ہی حضرت کرشن کی تعریف اور توصیف میں اپنی آواز بلند کی ہے - وہاں ہندو مسلمانوں کی صلح کی اس تجویز کو بھی بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے - جو حضرت مرزا صاحب نے پیام صلح کے نام سے پیش کی ہے - ذیل میں ہم احباب کی آگاہی کے لئے اس مضمون کے ضروری اقتباس درج کرتے ہیں -

سب سے پہلے ہمارے مضمون کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے کہ :-

" ہمیں قادیان کے اخبار الفضل مورخہ ۲۶ - اگست میں ایک مضمون دربارہ " نبی اللہ کرشن علیہ السلام " پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی - یہ مضمون جس سپرٹ میں لکھا گیا - اگر یہ سپرٹ تمام اہل اسلام اور احمدی بھائیوں میں ہمیشہ کے لئے موجود ہو جائے - تو وہ دن دور نہیں جبکہ ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں وہ برادرانہ اتفاق ہمیشہ کے لئے پیدا ہو جاوے کہ پھر ان میں کبھی نفاق پیدا ہونے کا احتمال باقی نہ رہے - اور دونوں قومیں پہلو بہ پہلو ترقی کے اس معراج پر پہنچیں - جس کا خیال کر کے دل میں خوشی کا سرور پیدا ہوتا ہے "

اس کے متعلق ہم یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ الفضل کا مذکورہ بالا مضمون جس سپرٹ میں لکھا گیا ہے - وہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی پیدا کردہ ہے - اس لئے ہر ایک وہ شخص جو احمدی ہے - مذہبی فرض کے طور پر اسکی نگہداشت کرتا ہے - باقی رہے دوسرے مسلمان ان کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے :

ہم نے اپنے مضمون میں اخبار عام کو جو اس طرف توجہ دلائی تھی - کہ سب سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے ہی حضرت کرشن کی عزت اور توقیر مسلمانوں میں قائم کی ہے - اس کے متعلق لکھا ہے کہ :-

" ہم تسلیم کرتے ہیں - کہ سب سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے ہمارے بھگوان سری کرشن مہاراج کی تعریف اور توصیف میں اپنی پُر زور آواز بلند فرمائی - اور ان کو نبی اللہ کہکر پکارا - اور اپنے احمدی بھائیوں کو تاکید فرمائی کہ وہ بھگوان کرشن چندر جی کی خاطر خواہ عزت کرنا اپنا فرض سمجھیں "

پھر خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق اخبار عام نے جو الفاظ لکھے تھے - ان کی وجہ بتلاتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

" ہندو قوم شکر گذار قوم ہے - اگر حضرت خواجہ حسن نظامی نے بڑی بھگتی اور بھاؤنا کے ساتھ ہمارے کرشن مہاراج کی زندگی کے حالات مقدس پیرایہ میں لکھے - تو ہم ان کا احسان کیوں نہ مانیں لیکن ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں - کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان سے بڑھ کر اور ان سے پیشتر یہ خدمت بجا لا کر اہل ہنود کو ممنون کیا ہے - ہم بقول معزز ہمعصر الفضل اس بات کو باوزن خیال کرتے ہیں کہ " لاکھوں مسلمانوں کو کرشن مہاراج کے سچے بھگت بنانیوالے حضرت مرزا صاحب ہیں - جنہوں نے اپنے پیروؤں میں حضرت کرشن مہاراج کے متعلق ایسا اخلاص اور محبت پیدا کر دی ہے - جو قطعاً دوسرے

مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ کیا ایڈیٹر صاحب اخبار عام کھلے دل سے اس کا اعتراف کرینگے"۔ ہم دوبارہ خوشی کے ساتھ نہایت کھلے دل سے ابات کا اعتراف کرتے ہیں"۔

اس کے بعد ہم نے حضرت مرزا صاحب کی اس تجویز کو جسمیں ہندوؤں کے مذہبی جذبات کی نگہداشت کے لئے گائے کو ذبح نہ کرنے کا ذکر ہے۔ پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ کیا ہم امید رکھیں۔ اخبار عام اسپر غور کریگا"۔ اسپر لکھا گیا ہے کہ:۔

"جواباً گذارش ہے۔ کہ آپ فقط اُمید ہی نہیں بلکہ یقین کامل رکھیں۔ کہ اخبار عام نے نہ فقط اس معاملہ پر ہی غور کیا ہے۔ بلکہ وہ اہل ہنود کی طرف سے نہایت صلح اور تپاک کے ساتھ آپ کی قوم کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور یقین دلاتا ہے۔ کہ اگر آپ لوگ اپنے ہندو بھائیوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کی خاطر گائے کشی چھوڑنے کے لئے آمادہ اور تیار ہو جاویں۔ تو ہم لوگ آپ کی پیش کردہ شرط کو ہزار جی جان سے قبول کرنے کو تیار اور آمادہ ہیں۔ اگر اس قسم کا تحریری اور حلفی سمجھوتہ ہو جاوے۔ تو ہندو مسلمانوں کا وہ دائمی اور مستقل برادرانہ اتفاق ہو جائے۔ کہ جو کبھی نہ ٹوٹے۔ اور جس کی مبارک بنیاد کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا ہمارا نیک دل ہمعصر اس معاملہ کو تکمیل پر پہنچا دیگا"۔

ان الفاظ کو پڑھ کر ہمیں بہت ہی خوشی اور مسرت ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مرزا صاحب نے آج سے کئی سال قبل ہندو مسلمانوں کے حقیقی اتحاد و اتفاق کی جو تجویز پیش کی تھی۔ اسکی اہمیت اور ضرورت اب اسقدر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ نہایت تپاک اور مسرت کے ساتھ اس کے منظور کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جب تک اس تجویز کو مان نہ لیا جائیگا اور اس کے مطابق عملدرآمد شروع نہ ہو جائیگا اس وقت تک ہندو مسلمانوں میں ہرگز حقیقی اتحاد قائم نہیں ہو سکیگا۔

معزز اخبار عام نے اپنی طرف سے اس تجویز کو منظور کرنے کا اعلان کرتے ہوئے ہمیں اس معاملہ کو تکمیل تک پہنچانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جسکے جواب میں اول تو ہم حضرت مرزا صاحب کا رسالہ "پیغام صلح" ان کی خدمت میں بھیجکر گذارش کرتے ہیں کہ اسے بنظر غور اور تعمق ملاحظہ کریں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے اصل الفاظ میں اس تجویز کو پڑھ لیں۔ جو آپ نے ہندو مسلمانوں کی صلح اور اتحاد کے لئے قرار دی ہے۔ اور اس کے بعد اپنے خیالات سے ہمیں اور اپنی قوم کو آگاہ کریں۔ دوسرے چونکہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہوگا۔ جو دو قوموں کے درمیان ہو گا اس لئے ضروری ہے کہ دونوں قوموں کے ذمہ دار قائم مقام اس کے متعلق گفتگو کریں۔ ہماری جماعت تو خدا کے فضل سے ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت ہے اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش کردہ تجویز کے مطابق ہندو قوم سے صلح کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں۔ اب ضرورت ابات کی ہے۔ کہ ہندو قوم کی طرف سے ایسے اصحاب قائم مقام کے طور پر منتخب ہو جائیں۔ جن کا اس معاملہ میں ساختہ پرداختہ تمام ہندو ماننے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ جب ہندو قوم کے اپنے انتخاب کردہ اصحاب ایک بات کو طے کرینگے۔ تو پھر اس کے تسلیم کرنے سے کوئی ہندو انکار نہیں کر سکیگا۔ لیکن اگر ساری قوم کے اتفاق سے قائم مقام تجویز نہ ہوئے۔ تو پھر خطرہ ہے۔ کہ بعض لوگ انکار کر کے معاہدہ کے اصل مدعا کو نقصان پہنچائینگے۔ پس اگر اخبار عام اس نہایت ضروری اور اہم معاملہ کو تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے تو اپنی قوم کو باقاعدہ طور پر اپنے قائم مقام منتخب کرنے کی تحریک کرے۔ اور جب قائم مقام منتخب ہو جائیں تو جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سے حضرت مرزا صاحب کی شرط کے مطابق معاہدہ کر لیا جائے۔

اُمید ہے جس نیک نیتی کے ساتھ ہم نے اس معاملہ کو تکمیل تک پہنچانے کی سعی کی ہے۔ اس کو مد نظر رکھ کر ہمارا ہمعصر جلد سے جلد آگے قدم بڑھائیگا اور ہندو قوم کو متفقہ طور پر ہم سے معاہدہ کرنے کی پُرزور تحریک کرے گی ؎

کلام امام

(۱۱۲)

مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود ؑ کے چچا زاد بھائی اور اخیر تک سخت مخالف رہے۔ کے نکاح کے موقع پر جو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی رضیہ بیگم سے ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے حسب ذیل خطبہ پڑھا

بچہ کی ابتدائی حالت

ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو کیسا کمزور اور ناتوان ہوتا ہے وہ نہ اپنی ضروریات بیان کر سکتا ہے۔ نہ اپنی تکالیف کہہ سکتا ہے۔ نہ دوسروں کے خیالات سمجھ سکتا ہے نہ اپنے خیالات دوسروں کو سمجھا سکتا ہے۔ خیالات تو ابھی اس میں پیدا ہی نہیں ہوئے ہوتے۔ احساسات ہوتے ہیں۔ وہ اپنے احساسات کو دوسروں تک نہیں پہنچا سکتا۔ جاہل سے جاہل نادان سے نادان۔ بیوقوف سے بیوقوف عورت جو اسے کھلاتی ہے۔ خواہ وہ اس کی ماں ہو یا بہن یا نوکر وہ اس کی حرکات پر ہنستی ہے۔ اس کی بیچارگی پر رحم کھاتی ہے۔ اور اسکی مختلف حالتوں اور کیفیتوں پر استعجاب ظاہر کرتی ہے اس کے بعد جب وہ کچھ بڑا ہوتا ہے۔ اور لوگ اس سے باتیں کرتے ہیں۔ تو وہ توتلی زبان سے بولتا ہے۔ اسپر لوگ ہنستے ہیں۔ اور تعجب کرتے ہیں۔

دوسری حالت

پھر ہوتے ہوتے وہ اس عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ مدرسے جانے لگتا ہے پھر مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے کرتے اس حد کو پہونچ جاتا ہے کہ اپنی کتابیں روانی سے پڑھنے لگتا ہے۔ پھر چونکہ اُسے پڑھنے کا نیا نیا شوق ہوتا ہے۔ اور نئی نئی باتیں سیکھتا ہے اسلئے گھر میں آکر وہی کھلائیاں یا رشتہ دار عورتیں جو اس کی حرکات پر ہنسا کرتی تھیں۔ ان سے باتیں کرتا ہے۔ اور پوچھتا ہے۔ اچھا بتاؤ امریکہ کے بڑے بڑے شہر کونسے ہیں۔ وہ نہایت تعجب اور حیرت سے پوچھتی ہیں۔ امریکہ کیا ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے۔ اچھا بتاؤ۔ پنجاب کے دریاؤں کے منبع کہاں کہاں ہیں۔ امریکہ تو خیر ایک اجنبی لفظ تھا۔ لیکن پنجاب کو تو وہ جانتی ہیں۔ اور دریاؤں کو

بھی دیکھا یا سُنا ہوتا ہے۔ مگر منبع کا لفظ انہیں بہت عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا تو خیال ہوتا ہے کہ منبع کیا چیز ہے۔ دریا یونہی چلے آرہے ہیں۔ پھر کبھی ان سے جب پوچھتا ہے۔ دریا شروع میں کتنے چوڑے ہوتے ہیں۔ تو ان کی سمجھ میں ہی یہ نہیں آسکتا کہ دریا کا شروع بھی ہوتا ہے۔ اور چھوٹا دریا بڑا بن جاتا ہے۔ پھر وہ سمندر کا حال پوچھتا ہے۔ کہ کتنا بڑا ہوتا ہے۔ اور کس قدر گہرا ہوتا ہے۔ اسپر تو ان کی وہی حالت ہوتی ہے۔ جو کنوئیں کے مینڈک کی بیان کی جاتی ہے کہ ایک دریا کا مینڈک کنوئیں میں آگیا۔ کنوئیں کے مینڈک نے اس سے پوچھا۔ آپ کا ملک کتنا بڑا ہے۔ اس نے کہا بہت وسیع ہے۔ کنوئیں کے مینڈک نے ایک چھلانگ مار کر کہا۔ کیا اتنا بڑا ہے۔ اس نے کہا اسکی تو اس کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔ پھر اس نے ایک اَور چھلانگ ماری۔ اور کہا کہ کیا اتنا بڑا ہے اسپر اس نے کہا۔ نہیں بہت بڑا ہے۔ کنوئیں کے مینڈک نے دو تین اکٹھی چھلانگیں مار کر کہا۔ کیا اتنا بڑا ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے جو کہدیا بہت بڑا ہے۔ تم کیوں بے ہودہ طور سے اس کا اندازہ لگاتے ہو (یہ مینڈک کا تو یونہی قصہ ہے۔ دراصل بڑے اور چھوٹے علم والے انسانوں کا موازنہ کیا گیا ہے) اسپر وہ روٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ تم بڑے جھوٹے ہو۔ میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ تو ایک قصہ ہے۔ ایک سچا واقعہ سناتا ہوں۔ گذشتہ سال جب ہم بمبئی گئے تو ہمارے ساتھ بچہ کھلانے والی ایک لڑکی تھی۔ ایک دن سمندر کی سیر کرنے کے لئے جا رہے تھے۔ اور وہ بھی ساتھ تھی۔ ابھی سمندر نہیں آیا تھا کہ اس نے پوچھا سمندر کہاں ہے۔ میں نے کہا ابھی آجاتا ہے۔ جب ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ تو اُسے بتایا کہ یہ سمندر ہے۔ وہ دیکھ کر بے اختیار کہنے لگی "میں سمجھیا بڑا اوچا ہوویگا ایہہ تے کھلریا پیا ہے"۔ یعنے میں نے سمجھا تھا بڑا اونچا ہوگا۔ یہ تو پھیلایا ہوا ہے۔ اس کے یہ الفاظ مجھے خوب اچھی طرح یاد ہیں۔ اس نے اپنے علم کے مطابق جو نقشہ کھینچا ہوا تھا۔ جب وہ نہ دیکھا تو حیران سی ہوگئی

غرض جب وہ بچہ مختلف باتیں دریافت کرتا ہے تو وہی عورتیں جو اس کی بات بات پر ہنسا کرتی اور چڑاتے کے لئے پوچھا کرتی تھیں کہ روٹی کا نام بتا کیا ہے۔ اور جب وہ روٹی کو روتی کہتا تو کھل کھلا کر ہنس پڑا کرتی تھیں۔ وہی اس کے سوالوں پر حیرت کا بُت بنی ہوئی کہتی ہیں۔ تم تو پڑھے ہوئے ہو ہم ان باتوں کو کیا جانیں پھر ان کے نزدیک بچوں کے علم کی حد اسقدر وسیع ہو جاتی ہے۔ کہ وہ سمجھتی ہیں۔ ہر بات کا ان کو علم حاصل ہو گیا ہے بچپن کی بات ہے۔ اسوقت میں مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے ایک عورت کو جو ہمارے گھر میں رہتی تھی۔ کہا۔ دودھ پر سے ملائی اتار دو۔ وہ جب اتارنے لگی۔ تو گرم دودھ کی اسپر چھینٹیں پڑ گئیں۔ اس کا غصہ وہ مجھ پر اتارتے ہوئے کہنے لگی۔ اتنے پڑھے ہوئے ہو خود ملائی کیوں نہیں نکال لیتے۔ گویا اس کے نزدیک ملائی نکالنے کا طریق بھی ہمیں سکول میں بتایا جاتا تھا تو عورتوں پر بچوں کے علم کی اتنی ہیبت چھا جاتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں منطق بھی یونہی بدنام ہے دراصل دلائل کو کسی واقعہ پر منطبق کرنے کا نام منطق ہے۔ مگر عام لوگ اس سے اتنے ڈرا کرتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ ایک مولوی مجھے کہنے لگا۔ میں آپ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ آپ نے منطق پڑھی ہوئی ہے۔ آپ اگر چاہیں۔ تو لکڑی کے ستون کو سونے کا ستون بنا دیں۔ یہ صرف منطق کی ہیبت ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر عورتوں پر بچے کے علم کی ہیبت چھا جاتی ہے۔ اور وہی بچہ جو کچھ عرصہ پہلے نہایت کمزور اور نحیف ہونے کی وجہ سے ان کی امداد کا محتاج ہوتا ہے۔ ان کے لئے حیرت اور استعجاب کا موجب بنجاتا ہے ؞

بیج کی ابتدائی اور آخری حالت

پھر ایک چھوٹا سا بیج بویا جاتا ہے۔ جس سے اسقدر پتلی اور باریک کونپل نکلتی ہے کہ ایک جانور بکری یا بیل یا گائے یا گھوڑا آتا ہے۔ اسے سونگھ کر دیکھتا ہے کہ کھانے کے قابل ہے یا نہیں۔ اکثر اوقات چھوٹی سی ہونے کی وجہ سے حقارت کے ساتھ اُسے چھوڑ دیتا ہے، اور بعض اوقات اس کا کوئی حصہ کاٹ کر کھا جاتا ہے۔ پھر کچھ مدت کے بعد جب وہ کونپل بڑھ جاتی ہے۔ تو پھر جانور اس کے تنے پر منہ مارنے سے عاجز ہو جاتا ہے البتہ اس کے پتوں اور شاخوں پر منہ مارتا ہے۔ پھر وہ پودا اور بڑھتا ہے۔ اور اس حالت میں جانور اس سے کھیلتا ہے۔ کبھی اس کے ساتھ سر ٹکراتا ہے۔ کبھی پاؤں مارتا ہے۔ کبھی جسم ملتا ہے۔ پھر دیکھتے دیکھتے وہی کونپل جس پر ایک دن حقارت سے جانور منہ مارنے کے لئے تیار تھا اور باریک سی سمجھ کر حقارت سے چھوڑ گیا تھا اسی کے ساتھ مالک اس جانور کو باندھ دیتا ہے۔ اور پھر وہ جانور خواہ اپنا سارا زور بھی لگائے۔ تو بھی چھوٹ نہیں سکتا۔ یہ دیکھتے دیکھتے نقشہ بالکل بدل جاتا ہے اور وہ حیران ہو جاتا ہے۔

خدا کے ماموروں اور مرسلوں کی حالت

یہی حال اللہ تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلوں کا ہوتا ہے۔ جو وقت وہ دنیا میں آتے ہیں۔ اسوقت ان کی حیثیت اس کونپل کی طرح ہوتی ہے۔ جو نکل رہی ہوتی یا اس بچہ کی طرح ہوتی ہے جو جاہل اور نادان عورتوں میں پرورش پاتا ہے۔ لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس کی ابتدائی حالتوں کو دیکھ کر ہنستے اور اسکی حرکتوں پر قہقہے لگاتے ہیں۔ مگر ان کو یہ خیال نہیں ہوتا۔ کہ الصبی صبی و لو کان نبیًّا۔ جسطرح کھلائی عورتیں نہیں جانتیں کہ آج جسقدر بچے کی حرکات پر ہم حیرت کا اظہار کر رہی ہیں۔ کل اس کی باتوں پر اس سے بھی زیادہ کرینگی۔ اسی طرح دنیا نہیں جانتی۔ کہ یہ جو معمولی سا انسان نظر آتا ہے۔ یہ روحانی مکتب کا کتنا بڑا اُستاد ہوگا۔ اور اس کی باتیں کیسی حیرت انگیز ہونگی مگر کھلائی عورتیں تو بچے کے سامنے اقرار کر لیتی ہیں کہ تم پڑھ گئے ہو۔ اور ہم جاہل ہیں۔ ہم ان باتوں کو کیا جانیں۔ جو تم بیان کرتے ہو۔ لیکن افسوس بوڑھی دنیا نبی کے متعلق یہ کہتی ہے۔ کہ چونکہ تمہاری باتیں میری عقل اور سمجھ سے بالا تر ہیں۔ اس لئے جھوٹ اور غلط ہیں۔ نہ کہ اپنی جہالت کا اقرار کرتی ہے۔ حالانکہ جس طرح

جب بچہ پڑھ جاتا ہے۔ تو اس کی باتیں سنکر عورتیں اپنی لاعلمی اور جہالت کا اقرار کر لیتی ہیں۔ اسی طرح دنیا کو نبی کے مقابلہ میں اپنی جہالت کا اقرار کرنا چاہیئے تھا لیکن افسوس ایسا نہیں ہوتا۔ نبی جب پیدا ہوتا ہے تو اسوقت چونکہ کونپل کی طرح ہوتا ہے۔ اس لئے ایک عرصہ تک لوگ اسے حقیر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف وہ اپنی طاقت۔ قوت۔ سامان اور جتھے کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف اس کی کمزوری بے سروسامانی اور تنہائی کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں یہ حقیر سی چیز ہے۔ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہاں جس طرح کیڑے مکوڑے چھوٹے سے درخت کے ساتھ بھی چمٹ جاتے ہیں۔ لیکن بھینسا حقارت کے ساتھ اس کو دیکھ کر گذر جاتا ہے۔ اسی طرح چھوٹے چھوٹے لوگ بھی نبی کے پیچھے پڑ جاتے اور اسے ذلیل کہتے ہیں۔ لیکن جس طرح چھوٹی سی کونپل جب تنا بن جاتی ہے۔ تو وہی بھینسا اسپر سر مار کر بھی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اور اسی کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح نبی جب ترقی کرتا ہے۔ تو وہی لوگ جو اسے حقارت سے دیکھتے۔ اور ناقابل توجہ سمجھتے تھے۔ انہیں کو رسی باندھ کر اس کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ وہ تو اسوقت بھی بھینسے کے بھینسے ہی رہتے ہیں۔ مگر وہ نبی جسے حقیر سمجھتے تھے۔ اب اس کے خلاف خواہ کتنا ہی زور لگائیں۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ ہاں اس کے دیکھنے کے لئے آنکھیں۔ سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دل کی ضرورت ہے۔ اور نبی کی ساری زندگی کو آنکھوں کے سامنے لانے کی حاجت۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی حالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعوے کیا۔ تو آپ کی کیا کیفیت اور کیا حال تھا پھر کس طرح اسوقت کیڑے مکوڑوں کی حیثیت رکھنے والے آپ کے ساتھ چمٹے اور جو بڑی حیثیت رکھنے والے تھے یعنی جن کو بیلوں بھینسوں اور گدھوں کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ کس طرح آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے پہلے کیڑوں مکوڑوں نے اس پودے کو برباد کر ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بڑھتا ہی گیا۔ پھر بیلوں اور بھینسوں نے اس کے خلاف زور لگایا ۔

موجودہ حالت

لیکن وہی پودا جو حقارت سے دیکھا گیا تھا۔ اسی نے اسقدر شاخیں نکالیں کہ اب ہم دیکھتے ہیں۔ اگر ایک ٹہنی انگلینڈ میں ہے۔ تو ایک مارشیس میں۔ ایک چین میں ہے۔ تو ایک سیلون میں۔ ایک نائجیریا میں ہے تو ایک مصر میں ایک ایران میں ہے تو ایک افغانستان میں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ سوائے نبوت کے اور کونسا ایسا درخت ہے جس کی شاخیں اتنی اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہوں۔ دیکھو اور سب درختوں کا سایہ محدود ہوتا ہے۔ اور انکی شاخیں تھوڑی دور تک پھیلی ہوتی ہیں۔ مگر نبوۃ کے درخت کی جب شاخیں نکلتی ہیں۔ تو دور دراز ملکوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ ہاں ابتداء میں ان شاخوں کا بھی وہی حال ہوتا ہے۔ جو نبی کا ہوتا ہے۔ پہلے پہل وہ شاخیں بہت پتلی اور باریک سی ہوتی ہیں۔ کہ ان میں سے ایک ایک کے نیچے دو تین چار دس پندرہ بیس آدمی ہی بیٹھ سکتے ہیں۔ اور زیادہ لمبی ہونے کی وجہ سے پتلی اور کمزور نظر آتی ہیں مثلاً انگلستان میں چھ ہزار میل کی لمبائی تک جو شاخ پہونچی ہے۔ وہ اتنی لمبی ہونے کی وجہ سے باریک ہی ہونی چاہیئے۔ لیکن جسطرح دیکھتے دیکھتے نبوت کا بیج پھوٹا اور پھیلا۔ اسی طرح یہ شاخ بھی موٹی ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور پتے نکل رہے ہیں۔ گو ابھی لوگ اسے تماشہ کے طور پر ہی دیکھتے ہیں۔ اور اس کی اسلئے پروا نہیں کرتے۔ کہ یہ خود بخود ہمارے بوئے ہوئے کھیتوں اور درختوں کے سائے کے نیچے جل جائیگی۔ مگر خدا کے فضل سے وہ دن آئے گا۔ جبکہ وہ پھیلتی پھیلتی اسقدر پھیل جائیگی کہ سب کی زراعتیں اس کے مقابلہ میں جل جائینگی ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پہلے نبیوں کا نظارہ

غرض یہ ایک عجیب نظارہ ہے۔ اور ایسا عجیب نظارہ ہے کہ اس سے عجیب تر دنیا میں کوئی نظارہ نہیں ہے اسے ہمنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دیکھا۔ اور ایسا ہی دیکھا۔ جیسا اور نبیوں کے وقت میں ہوا۔ بلکہ اور کئی نبیوں سے بڑھ کر دیکھا۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہے۔ پھر بلحاظ اس کے کہ اس زمانہ میں علوم کی ترقی ہو گئی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے متعلق باوجود آپ کی قوت قدسی کے کمال پر پہنچے ہونے کے مخالفین کہتے ہیں۔ کہ اسوقت لوگ چونکہ جاہل تھے۔ اسلئے ان کی تعلیم کو مان گئے۔ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی پر یہ بہت بڑا اعتراض تھا۔ اور خدا تعالےٰ نے نہ چاہا کہ آپ کی ذات والاصفات پر رہے۔ اسلئے آپ کے بروز کو ایسے زمانہ میں بھیجا۔ جبکہ تمام علوم اپنے کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ تمام انبیاء ایسے زمانہ میں بھیجے گئے۔ جبکہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی تھی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی ایسے زمانہ میں ہوئی۔ جبکہ دنیاوی علوم اور عقلیں کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ تو اس بعثت میں خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ جبکہ جہالت اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے کامیاب ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ دور کر دیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کی یہ بھی غرض ہے۔ کہ اسلام پر مخالفین کی طرف سے جو اعتراض کئے جاتے ہیں انہیں دور کریں۔ آج یورپ کا بہت بڑا اعتراض یہی ہے کہ اس زمانہ میں چونکہ جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو دانا اور عقلمند انسان تھا۔ اس نے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ ورنہ خدا کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا ۔

ایک خاص نشان

اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اب جبکہ یورپ کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ علوم کی انتہائی ترقی کو پہونچ گیا ہے۔ اپنے ایک نبی اور رسول کریم کے غلام کو بھیجدیا۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ اس کی پتلی سی شاخ کے سامنے بڑے بڑے

تناور درخت مرجھا مرجھا کر گرنے لگ گئے ہیں۔ پس خدا تعالےٰ نے یہ نشان خاص عظمت اور شان کے ساتھ دکھایا ہے۔ اور اس زمانہ میں دکھایا ہے۔ جبکہ دنیا اس بات کی قائل ہو رہی ہے کہ خدا مردہ کی حیثیت سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اس کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بادشاہتیں اُڑ رہی ہیں اور جمہوریت پھیل رہی ہے۔ اور سب سے اعلیٰ درجہ کی سلطنت اس طریق کی سمجھی گئی ہے کہ ایک شخص ہو جسکو بادشاہ کا نام دے کر بٹھا دیا جائے۔ اور اسے کہا جائے کہ تمہارا کام سوائے دستخط کر دینے کے اور کچھ نہیں کسی بات میں دخل دینے کا تمہیں اختیار نہ ہو گا۔ اسی کے مطابق خدا کی حیثیت بھی قرار دیگئی ہے اور کہدیا گیا۔ کہ دنیا کے کاروبار میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ اس قسم کے خیالات کو وہ نبی سمجھتا ہے یا معجزے دکھاتا ہے۔ جاہلانہ باتیں ہیں۔ خدا نے دنیا کو پیدا کر کے چھوڑ دیا ہے کہ خود اپنے لئے سامان مہیا کرو۔

حضرت مسیح موعود کا اعلان

ان خیالات کے قلع قمع کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا۔ اور اسوقت جبکہ دنیا میں آپ کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ آپ نے اعلان کیا کہ:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔"

پھر آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

شرکا کی مخالفت سب سے بڑی ہوتی ہے

دنیا میں سب سے خطرناک مخالفت شرکا کی ہوتی ہے۔ پنجابی میں تو مشہور ہے "شراکت دا نہ سر دکھدے بھی کھانا" تو سب سے بڑی مخالفت اعزا اور اقربا کی ہوتی ہے کیونکہ وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ انہی میں سے کھڑا ہو کر ایک شخص دنیا میں بڑائی اور عزت حاصل کرے وہ جو اس کے مقابلہ میں چپہ چپہ زمین کے لئے لڑتے مرتے ہیں۔ وہ کب گوارا کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا اس کے پاس آ جائے۔ اس لئے وہ پورا زور لگاتے ہیں کہ اسے دبائیں۔ حتیٰ کہ جو بے بس ہوتے ہیں۔ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ بھی کسی نہ کسی طرح دل کا بخار نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے کہ شاہ پور کے رئیسوں میں سے کسی کو جب خان بہادر کا خطاب ملا۔ تو اسی خاندان میں سے ایک عورت نے جو بہت غریب تھی۔ اپنے لڑکے کا نام خان بہادر رکھ دیا۔ اس سے پوچھا گیا۔ یہ تو نے کیا کیا۔ تو کہنے لگی کہ معلوم نہیں۔ میرا بچہ بڑا ہو کر کیا بنیگا۔ لیکن لوگ جب نام لینگے۔ تو جس طرح اس کے شریک کو خان بہادر کہینگے اسی طرح اس کو بھی کہیں گے۔ تو جو کچھ اور نہیں کر سکتے وہ نام ہی رکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعوےٰ کیا تو آپ کے رشتہ داروں میں سے بھی ایک شخص نے امام ہونے کا دعویٰ کر دیا مگر کہتے ہیں۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ حضرت مسیح موعود نے تو یہ دعوےٰ کیا کہ میں ساری دنیا کے لئے حکم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور چھوٹے درجہ کے لوگوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں پر بھی فرض ہے کہ میری اتباع کریں۔ لیکن اس کی نام ہی رکھنے والی بات تھی۔ اس نے دعوےٰ تو کیا۔ مگر چوہڑوں کا امام ہونے کا ادھر حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا۔ تو یہانتک کہدیا کہ بادشاہ انگلستان پر بھی فرض ہے کہ مجھے مانے۔ چنانچہ خود لکھ کر ملکہ کو جو اس وقت بادشاہ تھی۔ بھیجدیا۔ اس کے مقابلہ میں چوہڑوں کا امام ہونے کا دعویٰ کرنیوالے کی دلیری اور جرأت کا یہ حال تھا کہ یہاں آ کر جب تھانیدار نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی دعویٰ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی دعوےٰ نہیں کیا۔ کسی نے یونہی جھوٹی رپورٹ کر دی ہوگی۔ تو شراکت والوں کی سب سے بڑی مخالفت ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی مخالفت وہی ہے۔ جو آپ کے قریبی رشتہ داروں نے کی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی بڑی مخالفت بھی آپ کے قریبی رشتہ داروں نے ہی کی۔ لوگوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مخالف انہی کو قرار دیا ہے۔ گو وہ ایذا رسانی میں سب سے بڑا نہ ہو۔ مگر اس میں شک نہیں کہ بغض میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ ابولہب آپ کا چچا تھا۔ اس کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ وجہ یہ کہ وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ کہ ہم میں سے ہو کر نہ صرف ہم سے زیادہ شہرت اور عزت حاصل کرے۔ بلکہ ہم کو بھی اپنے تابع کرے۔ اس خیال سے مجبور ہو کر انہوں نے آپ کے خلاف کوششیں کیں۔ اور آپ کا نام و نشان مٹانے کی کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن آپ کو خدا تعالےٰ نے بتا دیا تھا کہ اب تیرے نام کے سوا کسی کا نام زندہ نہیں رہیگا۔ ان لوگوں کی نسلیں تجھ میں ہو کر چلیں تو چلیں۔ ورنہ یہ مٹ جائینگے۔ اور بالکل تباہ و برباد ہو جائینگے۔ چنانچہ فرمایا۔ ان شانئک ھو الابتر۔ کہ تیرے دشمنوں کی نسل منقطع ہو جائیگی اب دیکھئے بظاہر ابوجہل کی اولاد ہوئی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہوئی۔ مگر خدا تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ تیرے دشمن ابتر ہونگے۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ اب وہی اولاد قائم رہیگی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد بن کر رہیگی۔ چنانچہ دیکھ لو۔ عکرمہ کی جو کہ ابوجہل کا بیٹا ہے اولاد ہوئی۔ مگر کون ہے جو یہ کہے۔ کہ میں ابوجہل کی اولاد ہوں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔ اور اس سے زیادہ کسی کی نسل کیا منقطع ہو سکتی ہے۔ کہ نسل موجود ہوتے ہوئے بھی اپنے آبا کی نسل ہونے سے انکار کر دے۔

حضرت مسیح موعود کے مخالف شرکا کی حالت

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائینگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں۔ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئی ہیں جس وقت حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا۔ اسوقت اس خاندان میں ستر کے قریب مرد تھے۔ لیکن اب سوائے ان کے۔ جو حضرت مسیح موعود کی جسمانی یا رُوحانی اولاد ہیں۔ اُن

ستر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے۔ حالانکہ انہوں نے حضرت صاحب کا نام مٹانے میں جسقدر ان سے ہو سکا۔ کوششیں کیں۔ اور اپنی طرف سے پورا پورا زور لگایا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ وہ خود مٹ گئے۔ اور ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود ؑ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا۔ اور دکھایا گیا کہ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان ہے۔ اسمیں ہم کچھ حسنی طریق سے داخل ہونگے۔ اور کچھ حسینی طریق سے۔ بہت لوگ حیران تھے کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے۔ اور میں نے خود حضرت صاحب سے سنا۔ آپ فرماتے معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے۔ لیکن وقت پر معنی کھلتے ہیں۔ اس کے ایک معنے تو یہ ہو سکتے ہیں کہ جس طرح اور جس طریق سے حضرت حسن اور حسین داخل ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم بھی داخل ہونگے اور ایک یہ کہ ان کا رویہ اختیار کرکے ہم داخل ہونگے اب ہم حضرت حسن اور حسین کے طریق کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے معنے تو ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ حضرت حسن نے یہ طریق اختیار کیا تھا کہ انہوں نے خلافت چھوڑ دی تھی۔ اور صلح کرکے اختلاف اور انشقاق کو مٹانا چاہا تھا۔ لیکن حضرت حسین نے تلوار کے ذریعہ فتنہ کو فرو کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ خود مارے گئے۔ یوں تو وہ مومن تھے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جس غرض کے حاصل کرنے کے لئے انہوں نے کوشش کی۔ وہ حاصل نہ ہوئی۔ لیکن بظاہر دشمن نے ان پر غلبہ پالیا۔ تو یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ جسطرح وہ داخل ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم بھی داخل ہونگے۔ بلکہ یہی ہونگے۔ کہ جو طریق ان کا تھا۔ وہی ہمارا ہوگا۔ کہ کچھ تو صلح کے ذریعہ اور کچھ لڑائی کے ذریعہ ہم اس مکان میں داخل ہونگے۔ چنانچہ یہ دونوں صورتیں پوری ہو گئیں۔ لڑائی یعنی جلالی رنگ تو ایسا پورا ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے اس الہام کے مطابق کہ اس مکان میں ہوائیں ہی رہ جائینگی۔ یہی حالت ہو گئی۔ پھر جمال کا اظہار ہوا۔ تو ایسا کہ اس خاندان میں سے جو ایک بچہ رہ گیا تھا۔ اسکو کھینچ کر سلسلہ میں داخل کر دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس گھر پر جلال کا اظہار کیا۔ تو ایسا کہ وہ گھر جس کی رونق ہزار گھروں سے بہت زیادہ تھی۔ اُسے ایسا سنسان اور اور اوجاڑ بنا دیا۔ کہ وہاں اُلو بسے۔ اور واقعہ میں بسے پھر خدا تعالےٰ نے جمال کے اظہار کے لئے ایک بچہ کو ان میں سے لے لیا۔ اور حضرت مسیح موعود کی پناہ میں دیدیا پس وہ الہام دونوں پہلوؤں سے پورا ہو گیا۔

اسوقت میں نے اس نشان کو اس تقریب پر بیان کیا ہے۔ کہ میں مرزا گل محمد کی شادی کا اعلان کرنے لگا ہوں۔ یہ مرزا نظام الدین کی اولاد میں سے ہے۔ اور اس خاندان میں بلکہ دوسرے خاندانوں میں سے بھی جنھوں نے حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔ صرف یہی بچا ہے۔ اور کوئی نہیں بچا۔ اور اس کے بچاؤ کی بھی یہی صورت ہوئی ہے کہ یہ کسی نہ کسی ذریعہ سے اس سلسلہ سے وابستہ ہو گیا ہے۔ جسکے ساتھ وابستہ ہو کر اسوقت انسان خدا کے عذاب سے بچ سکتے ہیں ✤

(✤)

خواجہ کمال الدین صاحب کی بیجا وکالت

سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کی طرف سے

(✤)

گذشتہ دنوں میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب سے اس عاجز کی جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کا ذکر الفضل کے کالموں میں آچکا ہے۔ اگر اس میں کوئی بات بھی واقعہ کے خلاف ہوتی تو خواجہ صاحب کو خود اس کی تردید کرنی چاہیئے تھی لیکن خواجہ صاحب نے تردید نہیں کی۔ اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ واقعات پر مبنی ہے اور سچ ہے۔

ہاں اخبار پیغام صلح ۔ ۱۰ اگست ۱۹۱۹ء میں ہمارے مہربان جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب نے خواجہ صاحب کی بگڑی کو بنانے اور ان کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کی ناجائز تاویل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اخبار مذکور بہت دیر کے بعد مجھے ملا اور بہت اصرار کے بعد سیٹھ صاحب نے مجھے پڑھنے کو دیا۔ چونکہ سیٹھ صاحب نے بخیال خود اسمیں مجھے جھوٹا بنایا ہے۔ اس لئے مجبوراً اس کے متعلق مجھے کچھ لکھنا پڑا۔

تو انکم انکہ نازارم اندرون کسے

حسود را چہ کنم کو ز خود برنج دراست

سیٹھ صاحب اگر چاہتے تو بغیر سخت الفاظ اور بغیر گالیاں دینے کے بھی مضمون لکھ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور یہ ابتدا ہے جو کہ انہوں نے کی ہے۔ مگر چونکہ سیٹھ صاحب سے مجھے محبت ہے۔ اس لئے میں ان درشت الفاظ اور گالیوں کو بھی اپنے دوست کا تحفہ ہی سمجھتا ہوں۔

سیٹھ صاحب اپنی سادگی کی وجہ سے خواجہ صاحب کو ابھی تک اپنا ہم عقیدہ سمجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ خواجہ صاحب انمیں سے نہیں۔ بلکہ ایک تیسرے مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ جس کو بالفاظ دیگر "بین ذالک" کہتے ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ انہوں نے ایک معزز غیر احمدی سے کلام کرتے ہوئے صاف کہہ بھی دیا تھا۔ کہ لاہوری اور قادیانی دونو پارٹیاں غلطی پر ہیں (اگر یہ جھوٹ ہے۔ تو سیٹھ صاحب۔ خان صاحب اور خواجہ صاحب حلفیہ انکار شائع کریں) پھر اس حالت میں خواجہ صاحب کی باتوں کی تاویل نہ تو خود خواجہ صاحب کو پسند آسکتی ہے۔ اور نہ غیر مبائعین کی جماعت کو راست آسکتی ہے ✤

سیٹھ صاحب کو چاہیئے تھا کہ ہماری وہ باتیں جن کو وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ ایک ایک کرکے نقل کرتے۔ اور پھر ان کا جھوٹا ہونا ثابت کرتے۔ لیکن ہمارے سارے مضمون میں صرف ایک ہی جملہ نظر آیا۔ جس کو انہوں نے نقل کیا ہے۔ اور بخیال خود اس کو غلط ثابت کیا ہے۔ باقی اس کے سوا جو کچھ سیٹھ صاحب نے لکھا وہ ہمارے کسی جملہ کی تردید نہیں ہے۔ بلکہ کچھ تو سیٹھ صاحب کی اپنی باتیں ہیں۔ خواجہ صاحب کی کہی ہوئی ہرگز نہیں ہیں۔ اور کچھ ایسی باتیں ہیں۔ جنھیں ناجائز تاویل کرکے سیٹھ صاحب نے خواجہ صاحب کی پوزیشن کو سنبھالنے کی کوشش کی ہے۔ مگر بات اور بھی بگڑ گئی ہے۔ ہم پہلے اس بات کو دیکھتے ہیں۔ جس پر کہ سیٹھ صاحب نے بہت عتاب ظاہر کیا ہے ✤

سیٹھ صاحب لکھتے ہیں کہ "مولوی صاحب موصوف شروع ہی میں فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ ہم بیمار ہیں۔ گویا مولوی محمد علی صاحب دنیا کو یقین دلا رہے ہیں کہ خواجہ صاحب نے بیماری کا ڈھونگ بنا رکھا ہے۔ لیکن حقیقت میں بیمار نہیں ہیں۔ یہ اس قسم کا کمینہ اور رذیل حملہ ہے جو دیدہ و دانستہ دنیا کی آنکھ میں خاک ڈالنا ہے"۔

سیٹھ صاحب! آپ ایمانًا بتائیں۔ کیا خط کشیدہ جملے ہمارے مضمون میں ہیں۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر ڈھونگ کا کمینہ اور رذیل حملہ کس نے خواجہ صاحب پر کیا۔ ہم نے یا خود آپ نے۔ ہم نے یہ بیشک لکھا ہے کہ خواجہ صاحب بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ اور اب بھی کہتے ہیں۔ اور نہ صرف ہم ہی کہتے ہیں۔ بلکہ خود آپ نے کہا ہے۔ جبکہ میں آپ کے پاس خواجہ صاحب کی حالت دریافت کرنے کے لئے گیا تو آپ نے خود کہا کہ خواجہ صاحب اچھے ہیں۔ اور بظاہر ہم لوگوں سے زیادہ تندرست و توانا معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی شخص ان کو دیکھ کر بیمار نہیں کہہ سکتا ہے۔ صرف دماغ بوجہ محنت کام کے تھک گیا ہے۔ جس کے گواہ ہمارے دوست چودہری سردار علی صاحب بھی ہیں۔ پس اگر ہم نے بھی خواجہ صاحب کو دیکھ کر یہی کہا جو آپ نے کہا تھا۔ تو کونسا جرم کیا۔ آپ حلفاً بتائیں۔ کیا پہلے روز آپ نے خود مجھ سے خواجہ صاحب کے متعلق مذکورہ بالا باتیں نہیں کہیں۔ اگر آپ کو اپنی کہی ہوئی بات یاد نہ ہو۔ تو آپ اب بھی حلفاً بتائیں۔ کہ کیا خواجہ صاحب بظاہر بیمار معلوم ہوتے تھے یا تندرستوں سے بھی زیادہ تندرست معلوم ہوتے تھے۔ سیٹھ صاحب آپ کو خوب معلوم ہے۔ اور آپ نے خود تذکرہ کیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف آپ بلکہ ہر وہ شخص جس نے خواجہ صاحب کو بھی دیکھا ہے وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی ظاہر تندرستی ایسی ہے۔ کہ دیکھنے والا خواجہ صاحب کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بیمار کہہ سکتا ہے لیکن خواجہ صاحب کو بظاہر بیمار نہیں کہہ سکتا۔

اب یہ بات ظاہر ہے کہ ایک ایسا شخص جو کہ بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتا۔ اگر اسے یہ کہا جائے۔ کہ بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتا۔ تو یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اور نہ جھوٹ ہے۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ حق بات کا کہنا بھی آپ کے نزدیک جرم ہے۔ آپ کو یہ شکایت ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے متعلق حق اور سچی بات بھی کیوں کہی گئی ہے۔ جبکہ ہمارے مضمون میں ایک جملہ بھی جھوٹ آپ کو نظر نہیں آیا اور گالیاں دینا بھی آپ نے ضروری سمجھا۔ تو اپنی طرف سے آپ نے خود ایک جملہ کا اختراع کیا اور لکھا کہ "مولوی صاحب دنیا کو یقین دلا رہے ہیں کہ خواجہ صاحب نے بیماری کا ڈھونگ بنا رکھا ہے۔ لیکن حقیقت میں بیمار نہیں"۔ کیا یہ خط کشیدہ جملہ ہمارا ہے۔ یا آپ نے ہمیں گالیاں دینے کے لئے خود اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ خواجہ صاحب کو ڈھونگ بنانے والا تو آپ بتائیں اور گالیاں مجھے دیں۔ شاید اسی وجہ سے آپ نے مضمون کے شروع میں لکھا ہے "[illegible] دماغ سے ساری [illegible]"

دوسری بات جو خواجہ صاحب کے متعلق میں نے لکھی تھی وہ یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے کہا کہ "ڈاکٹر نے مجھے کہا ہے۔ کہ چونکہ تم بیمار ہو۔ اس لئے تم کو سب کام چھوڑ کر الگ بیٹھنا چاہیئے"۔ خدا کی شان اس کی تصدیق بھی آپ ہی کے کلام سے ہوتی ہے۔ آپ خود اپنے مضمون میں خواجہ صاحب کا قول لکھتے ہیں کہ "ڈاکٹر نے بھی کہا ہے کہ تم ایسی باتیں بالکل چھوڑ دو۔ اور دماغ کو کسی دوسری طرف متوجہ کرو"۔ پس سیٹھ صاحب اگر انہی باتوں کے لکھنے کی وجہ سے کمینہ اور رذیل الفاظ کے مستحق ہم ہیں۔ تو آپ کیوں نہیں ہیں۔ لیکن ہمارا یہ دستور نہیں۔ ہم اس کے مرید ہیں۔ جس نے لکھا ہے کہ:-

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

شاید آپ کہیں۔ کہ آپ نے دوران گفتگو میں بار بار دورہ کا اور رگوں کے کھنچنے کا کیوں ذکر کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گویا خواجہ صاحب نے ڈھونگ کیا ہے گو لفظوں میں آپ نے نہیں کہا۔

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے پوچھا ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ سوالوں کے جواب کے وقت خواجہ صاحب نے دورہ کا اور رگوں کے کھنچنے کا ذکر کیا ہے یا نہیں۔ اگر انہوں نے ایسے ہی وقت ذکر کیا ہے تو اس کو بجائے دورہ اور رگوں کی کھچاوٹ کو سخت درست کہنا چاہیئے تھا۔ اور خواجہ صاحب کی معرفت رکھو کہ خواجہ صاحب [illegible] ترجمہ و تبلیغ کو پیغام بھیجنا چاہیئے تھا "کمینے اور رذیل" تو دورے۔ اور اسے جھوٹی اور بناوٹ کی شکایت رگوں کی کھچاوٹ۔ اگر مجھ کو آنا ہی تھا۔ تو اس وقت کیوں آ جایا کرتی تھی۔ جب کہ سوال کا جواب نہ ہوتا تھا۔ یوں تو ہر وقت کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے [illegible] اور وہ انہوں سے [illegible] آتی تھی لیکن آتی تھی۔ تو اسی وقت جبکہ ایک [illegible] سوال کا جواب دینا پڑ جاتا تھا۔

جناب سیٹھ صاحب کہ یہ بالکل سچ ہے کہ خواجہ صاحب بظاہر تندرست معلوم ہوتے تھے۔ اور یہ بات بھی کہ انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے مجھے الگ بیٹھنے کے لئے کہا ہے۔ اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ دوران کلام میں خواجہ صاحب نے کہا کہ مجھے دورہ ہونے لگا ہے۔ پھر آپ کا یہ فقرہ حملہ کیوں ہے۔ یا تو اس دورہ پر اور رگوں کو [illegible] ہونا چاہیئے یا خود اسی پر عتاب نازل ہونا چاہیئے جس نے کہا ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ ڈھونگ بنا رکھا ہے لیکن حقیقت میں بیمار نہیں ہیں"۔

دوران گفتگو میں دورہ کا آنا۔ اس کی تائید بھی آپ ہی کے کلام سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ خود لکھتے ہیں "یہ تو مولوی صاحب خود دیکھ رہے تھے۔ کہ دوران گفتگو میں مرض کا دورہ ہوا۔ تو برادرم شاہ محمد خان نے اپنے ہاتھوں سے ایک تیز دوائی خواجہ صاحب کی کنپٹی اور گردن کی رگوں پر دیر تک مالش کرتے رہے"۔

پس دوران گفتگو میں دورہ کا اقرار بھی آپ نے خود کیا ہے۔ گو کسی مصلحت سے آپ نے یہ نہیں لکھا کہ دوران گفتگو میں کون کون سے سوال کے جواب کے وقت دورہ آیا۔ مگر ہم نے یہ بھی تشریح کر دی ہے کہ فلاں فلاں

سوال کے جواب کے وقت دورہ ہو گیا۔ اور خواجہ صاحب نے فرمایا کہ سر کی رگیں کھچنے لگیں۔ ہم سمجھ گئے اس کو اتفاقی دقت سمجھا۔ اور آپ نے اپنے خیال میں اس کو ہمارا رعب سمجھا۔ یا بزعم خود ہماری شوخی حب کی۔

سیٹھ صاحب حقیقت یہ ہے۔ کہ کسی طرح مجھے گالیاں دینے کے لئے آپ نے خود اپنی طرف سے "ڈھونگ اور حقیقت میں بیمار نہیں" والے جملہ کا اختراع کیا ہے اسی طرح حقیقت پر پردہ ڈالنے یا ہماری کانشنس کو مُردہ بتانے یا خواجہ صاحب کو تضحیک کے الزام سے بری ثابت کرنے کے لئے جو باتیں آپ نے لکھی ہیں وہ بھی کچی ہیں۔ گو خواجہ صاحب کے بیمار ہونے سے مجھے انکار نہیں۔ اور نہ میں نے اپنے مضمون میں کسی جگہ انکار کیا ہے خواجہ صاحب ضرور بیمار ہیں اور غالباً ان کو دماغی مرض ہے۔ چاہے اس کی وجہ کثرت کار ہو یا کثرت افکار یا کوئی اور علل و اسباب۔ لیکن آپ نے ان کے واقعی بیمار ہونے کے متعلق جن علامات کو شہود اور قرینہ سمجھ کر پیش کیا ہے۔ وہ علامات ایسے مشتبہ ہیں کہ جس سے خواجہ صاحب کی پوزیشن بجائے صاف ہونے کے اور مشتبہ ہو جاتی ہے۔ اچھا ہوتا۔ اگر آپ ان کو نہ لکھتے۔ تاکم از کم ناواقف لوگ تو یہ خیال کرتے۔ کہ خواجہ صاحب واقعی خطرناک بیمار ہونگے۔ تعصب میں اگر یا بقول آپ کے اندھے ہو کر لکھنے والے نے لکھ دیا ہے کہ خواجہ صاحب بظاہر بیمار نہیں معلوم ہوتے۔ اس طرح حقیقت چھپی رہتی۔ اور تعصب۔ عداوت وغیرہ کے الفاظ پردہ پوشی کرتے۔ مگر آپ کے پیش کردہ علامات نے تو شبہ کرنیوالوں کے شبہات کو اور بھی پختہ کر دیا جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:۔

"پھر ماشاء مولوی خلیل احمد صاحب ہیں یعنی طبابت کے مدعی اور مرض کے سمجھنے میں نادان۔ سچ ہے۔ جب کوئی انسان عداوت اور تعصب کی عینک چڑھا کر اپنے مدمقابل کو دیکھتا ہے تو وہ آنکھیں رکھتا ہوا اندھا ہوتا ہے۔ یہ تو مولوی صاحب خود دیکھ چکے تھے کہ دوران گفتگو میں جب مرض کا دورہ ہوا تو برادرم شاہ محمد خان نے اپنے ہاتھوں سے ایک تیز دوائی خواجہ صاحب کی پیشانی اور کنپٹی اور گردن کی رگوں پر ملنی شروع کی مالش کرنے لگے جس سے خان صاحب کے ہاتھوں پر جلن ہوتی تھی۔ اور ان کے ناک اور آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ اور پھر وہ بندہ خدا جس کو مالش کی جا رہی تھی۔ وہ اس تیز دوائی کی تکلیف کو بالکل محسوس نہ کرتا تھا۔ کیا یہ بیماری ایسی کوئی شخص کر سکتا ہے۔ اور آنکھوں سے دیکھنے والا شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ ڈھونگ ہے۔ سوائے اس کے کہ تعصب کی وجہ سے اس کی کانشنس (ضمیر) مُردہ ہو گئی"

واقعی خواجہ صاحب کی ایسی جان بلب اور خطرناک حالت کو دیکھ کر بھی جس سنگدل نے ڈھونگ کہا ہے۔ اس کی نہ صرف کانشنس مُردہ ہے۔ بلکہ قلب بھی۔ اللہ اللہ! بیمار ہونے کا اسقدر ثبوت کہ روغن مالش کرنیوالے کی ناک اور آنکھوں سے پانی نکل پڑا۔ صاف شفاف خوشبودار روغن کی مالش سے مالش کرنیوالے کے ہاتھوں میں جلن ہونے لگی۔ پھر بھی جو شخص کہتا ہے۔ کہ جس کو مالش کی جا رہی تھی۔ وہ بیمار نہیں ہے۔ ڈھونگ ہے۔ واقعی اس کی آنکھوں پر تعصب کی عینک ہے۔ بلکہ اندھا بھی ہے۔

سیٹھ صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے خواجہ صاحب کے متعلق ڈھونگ کا لفظ نہیں لکھا۔ اور نہ یہ لکھا کہ خواجہ صاحب حقیقت میں بیمار نہیں ہیں۔ اس محبت کی وجہ سے جو کہ آپ کے ساتھ مجھ کو ہے۔ آپ یوں مجھے برا بھلا کہہ دیتے۔ لیکن گالیاں دینے کے لئے جو آپ نے بہانہ بنایا ہے۔ یہ تو بالکل نامعقول ہے۔ اور شبہ پیدا کرنے والا ہے۔ کیا آپ کے پاس خواجہ صاحب کے بیمار ہونے کے اور کوئی بہتر دلائل نہ تھے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ جس کے سر پر تیل کی مالش کی جائے وہ ضرور بیمار ہوتا ہے۔ یا زید کے سر پر روغن کی مالش کرتے وقت بکر (جو کہ مالش کرنیوالا ہے) کی آنکھوں سے اور ناک سے پانی نکل پڑے۔ تو اس کی یہ علامت ہے۔ کہ زید بیمار ہے۔ اور پھر اسپر جو یقین کر لے اس کی کانشنس مُردہ ہے۔ کیا دولتمند لوگ شوقیہ اپنے سر پر تیل کی مالش نہیں کراتے۔ اور بعض خوشبودار روغن اور اس کی ٹھنڈک کی وجہ سے مالش کرنیوالے کی آنکھوں اور ناک سے پانی نہیں نکل پڑتا ہے۔ خواجہ صاحب کو دورہ ہوتے ہوئے تو نہ میں نے دیکھا اور نہ آپ نے۔ اور نہ خان صاحب نے۔ بلکہ یہ کہیئے کہ خواجہ صاحب نے کہا کہ دورہ ہونے لگا ہے۔ اور سر کی رگیں کھچنے لگیں۔ تو ہم نے اور آپ نے سنا اور سمجھا کہ خواجہ صاحب کہتے ہیں تو سچ ہی ہوگا

دماغی دورہ میں جو علامتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ وہ یہ ہیں یکایک غش کھا کر گر جانا یا زبان سے لکنت کا جاری ہونا۔ یا ہاتھوں اور پیروں میں رعشہ ہونا۔ یا برد اطراف ہونا۔ یا دانتوں کو بھینچنا یا ہذیان شروع ہو جانا یا نبض کا غیر منتظم یا سریع یا بطی ہو جانا۔ چہرہ کا زرد ہو جانا وغیرہ خدانخواستہ ان علامتوں سے کوئی علامت بھی خواجہ صاحب میں پائی نہ جاتی تھی۔ اور نہ اس کے علاوہ کوئی دیکھنے والی علامت دیکھی جاتی تھی۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خواجہ صاحب نے غلط کہا۔ خواجہ صاحب کا سر ضرور چکرایا ہو گا۔ اور ضرور رگیں کھچنے لگی ہونگی۔ ممکن ہے کہ کوئی اور اندرونی سبب ہو جس کی علامات ظاہر آنکھوں سے کوئی نہ دیکھ سکتا ہو۔ اور خواجہ صاحب ہی اس کو جانتے ہوں۔ کیونکہ مرض کے بہت سے ایسے بھی اسباب ہوتے ہیں۔ جن کی علامات بظاہر معلوم نہیں ہوتیں۔ ان کا پتہ صرف بیمار کے کہنے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ پس سیٹھ صاحب آپ نے خواجہ صاحب کی علالت کے متعلق کوئی بیماری کی علامت نہیں لکھی ہے۔ یہ باتیں تو میں نے خود بھی لکھ دی تھیں معلوم نہیں پھر آپ نے اسقدر رنجش کا کیوں اظہار کیا۔ مجھ سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ میں نے خواجہ صاحب کی کنپٹی کی مالش کا ذکر نہیں کیا تھا۔

آپ کہتے ہیں کہ جس بندہ خدا کو تیز دوائی کی مالش کی جا رہی تھی وہ اس کو محسوس نہیں کرتا تھا۔ یہی اس کے بیمار ہونے کی اور تمہاری کانشنس کے مردہ ہونے کی دلیل ہے۔

اوّلاً تو یہ منطق ہی عجیب ہے۔ کہ حس تو بقول آپ کے خواجہ صاحب کی مرتی ہے۔ کہ تیز سے تیز دوائی کو محسوس نہیں کرتے۔ لیکن قوت ممیزہ ہماری کو آپ مردہ کہتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ اس خوشبودار روغن کا حال آج مجھ کو اور آپ کو معلوم ہوا ہے۔ اس کے قبل اس کے خواص کی نہ مجھکو خبر تھی نہ آپ کو۔

ثالثاً یہ کہ وہ بندہ خدا جسکے سر وغیرہ پر روغن کی مالش ہو رہی تھی۔ اُسنے کوئی ہائے وائے نہیں مچائی۔ اسی طرح

وہ بندۂ خدا جو کہ اپنے ہاتھوں سے ایسی خطرناک دوا کی مالش کر رہا تھا۔ اس نے کوئی شکایت نہیں کی۔ نہ ہاتھوں کے دکھانے سے اور نہ آنکھوں اور ناک کے پانی گرانے سے۔ اور نہ زبان کے کہنے سے۔ کیا خانصاحب حلفیہ شائع کر سکتے ہیں۔ کہ اسوقت انہوں نے میرے سامنے ہاتھوں کی جلن وغیرہ کی کوئی شکایت کی تھی۔ یہ جلن تو اب پیدا ہوئی۔ اور اس کا احساس بھی اب ہوا۔ جبکہ ہمارا مضمون شائع ہو چکا۔ اس کے قبل تو وہ ایک خوشبودار اور ٹھنڈک پہنچانے والا روغن تھا۔ اور اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ وہ روغن ایسا ہی تیز تھا۔ اور یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ خانصاحب کے ہاتھوں میں جلن ہو گئی ہو گی تو ساتھ اس کے یہ بات بھی یقینی ہے۔ بلکہ ہم ایماناً اور حلفاً کہتے ہیں کہ اس بندۂ خدا یعنی خان صاحب نے بھی خواجہ صاحب کی طرح اس کا اظہار نہیں کیا۔ اور کوئی ہائے وائے نہیں مچائی۔ تو کیا خان صاحب کے اس اظہار نہ کرنے کی وجہ سے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ خانصاحب بھی بیمار ہیں۔ اور جو کوئی اسپر شک کرے۔ اس کی کانشنس مردہ ہے۔ سیٹھ صاحب! کیا آپ یا آپ کے خان صاحب حسب مذکورہ بالا بیان پر کسی ڈاکٹر سے خواجہ صاحب کی علالت کا سارٹیفکیٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی صرف یہ کہکر کہ میں خواجہ صاحب کے سر و پیشانی وغیرہ پر روغن مالش کر رہا تھا تو میری آنکھوں اور ناک سے پانی گرنے لگا۔ اور ہمارے ہاتھوں میں جلن ہونے لگی۔ جسطرح میں نے اس جلن کا اسوقت اظہار نہیں کیا اسی طرح خواجہ صاحب نے بھی نہیں کیا۔ لیکن آپ یقین کریں کہ اسی علامت کی وجہ سے خواجہ صاحب بیمار ہیں اور میں تندرست بس آپ خواجہ صاحب کے بیمار ہونے کا سارٹیفکیٹ دیدیں اگر آپ اس بیان پر نہیں دینگے۔ تو ہم کہینگے۔ کہ آپکی کانشنس مردہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی ڈاکٹر صرف اسقدر علامت کی بناء پر علالت کا سارٹیفکیٹ نہیں دیگا۔ اور اگر وہ سارٹیفکیٹ دیگا تو خواجہ صاحب اور خانصاحب دونوں کے بیمار ہونیکا سارٹیفکیٹ ہوگا۔ کیونکہ جو علامت خواجہ صاحب کے بیمار ہونیکی ہے۔ وہ علامت خانصاحب میں بھی پائی جاتی ہے یعنی جسطرح خواجہ صاحب نے روغن کی تیزی کو برداشت کیا اور اس کا اظہار نہیں کیا۔ اسی طرح خان صاحب نے بھی اسکی ... [illegible] تیزی کو برداشت کیا اور کوئی اظہار نہیں کیا [illegible] (۵/۱۰/۱۹)

اشتہارات

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ۲ کا

ارشاد (۳)

جماعت احمدیہ کے نام

”جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی نے ایک حمائل مترجم چھپوا کر ابھی حال میں شائع کی ہے۔ اس کے ترجمہ کا کام جیسا کہ ان دونوں علماء کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کی مدد اور ہدایت سے ہوا ہے۔ اور گو عملاً انہی کا کیا ہوا ترجمہ نہ ہو۔ مگر نگرانی سے بہت کچھ اصلاح ہو جاتی ہے اور میں نے بھی بعد طبع اس کو متعدد مقامات سے دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سردست

جماعت کی ضروریات کے پورا کرنیکے لئے یہ ایک عمدہ کام ہے

حاشیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کتب کے صفحات کے حوالجات بھی دئے گئے ہیں۔ جنمیں اس صفحہ کی آیات کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی اور

یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے

بشرطیکہ کوئی اس سے یہ نفع حاصل کرے۔

بہر حال یہ حمائل موجودہ ضروریات کے لئے بہت کار آمد ہے

اور میں احباب سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس کی خریداری میں حصہ لے کر

میاں فخر الدین کی مدد کریں کیونکہ یہ کام بڑے صرف سے ہوا ہے۔ اور وہ مستحق ہیں کہ ان کی پوری طرح مدد کیجاوے

تاکہ انکو بھی اور دوسرے کام کرنیوالوں کو بھی کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔“

خاکسار مرزا محمود احمد

حمائل مجلد کپڑا للعہ - مجلد چرمی سنہری عہ - اور مجلد چرمی بمع سفید اوراق ہر صفحہ میں عہ

علاوہ ازیں قادیان کے ہر دفتر مثلاً میگزین - ترقی اسلام تشحیذ - الفضل - دفتر یسرنا القرآن و دیگر کتب فروشوں کی شائع شدہ کتب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف ایجنسی ہذا کی معرفت طلب کریں۔ متفرق طور پر منگانے میں جو محصولڈاک خرچ ہوتا ہے۔ صرف ایک ایجنسی ہذا کی معرفت منگانے سے محصولڈاک میں کفایت رہے گی۔

محمد فخر الدین ملتانی - مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

ایم ایس مجید پنجاب فکٹری لاہور

سے ضعف دماغ اور کمی حافظہ اور عوارضات مثانہ کے مفید ترین مشورے صاحب استطاعت جوابی کارڈ اور عوام الناس مفرد کارڈ لکھکر مفت حاصل کریں۔ اور اپنے دماغ اور حافظہ کی طاقت کو ترقی دیں۔ تندرستی ایک نعمت عظمٰی ہے۔ صحت کی قدر کرو اور موقعہ ہاتھ سے نہ دو۔

رفیق حیات

مایوس العلاج مریضوں کو بھی ہمدردی اور دیانتداری کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ۔ علمی۔ طبی۔ اخلاقی علوم پر بحث کرنیوالا واحد ماہواری رسالہ ہے۔ جو ہر ماہ کی ۲۵ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے۔ اطباء کو خصوصاً اور دوسرے اصحاب کو عموماً اس رسالہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اس کا سالانہ چندہ صرف عہ روپیہ۔ نمونہ کیلئے ۳ کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

رفیق حیات قادیان

اعلیٰ درجہ کے سونے چاندی کے زیورات

احمدی انصار زرگر احمدیت دین ہے

کام صرافی کا کرنا وقت بالتعین ہے

جن اصحاب کو سونے یا چاندی کے زیورات نہایت اعلیٰ درجہ کے خوبصورت اور بغیر ناجائز ملاوٹ کے جس نمونہ کے بنوانے ہوں انکی طرف سے اطلاع معہ پانچ روپیہ سینکڑہ پیشگی آنے پر تیار کردئے جائینگے ۔ اور باقی روپیہ بذریعہ وی پی زیور بھیجکر وصول کر لیا جائیگا ۔ نرخ اسوقت کا محسوب ہوگا ۔ جبکہ آرڈر دیا جائیگا ۔

علاوہ ازیں جن اصحاب کو خالص سونا چاندی امرتسر سے منگوانے کی ضرورت ہو ۔ وہ بھی میرے ذریعہ منگا سکتے ہیں ۔ محصول ڈاک وغیرہ کے علاوہ سونا ۲ ر فی تولہ کمیشن پر اور چاندی ۱۲ ر فی سینکڑہ کمیشن پر بھیجی جائیگی ۔ نیز پرانا زیور سونے چاندی کا بھی خریدتا ہوں ۔

المشتہر

احمدالدین احمدی زرگر و صراف انصار اللہ قادیان

سامان ہائی سکول و دفاتر کیلئے احمدیوں کا

اپنا کارخانہ

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں سروس رکھتے ہوں ۔ اطلاع دیجاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل چوبی سامان بنکر طیار رہتا ہے :۔

(۱) سنگل ڈیسک	(۷) سائنس الماری
(۲) ڈبل ڈیسک	(۸) ایوارنگ شیلف
(۳) ٹیچر ڈیسک	(۹) میپ رک
(۴) اسٹول	(۱۰) میپ سٹینڈ
(۵) لیکچر گیلری	(۱۱) بال فریم
(۶) سائنس ٹیبل	(۱۲) فائل بائنڈنگ ۔

بوقت ضرورت طلب فرمادیں ۔

ملنے کا پتہ

ایم فیض احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں ۔ توی

ممالک غیر کی خبریں

جرمن سامان ہوابازی کی فروخت (پیرس ۲۸ ستمبر) مارشل فاش نے جو ریز ولیوشن پیش کیا تھا کہ جرمن بلا اجازت ہوابازی کا سامان فروخت نہ کر سکیں ۔ اسے کونسل نے منظور کر لیا ہے ۔ کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ بلا اجازت فروخت کی جو رقم حاصل کی گئی ہے ۔ وہ حوالہ کر دیجائے ۔ نیز اس سامان کو متحدہ سلطنتوں میں تقسیم کرنے کے متعلق فوجی قائم مقاموں کی رپورٹ بھی کونسل نے منظور کر لی ہے ۔

وائنا میں قحط اور نادر صنعتی اشیاء کی فروخت (وائنا ۲۹ ستمبر) کونسل وزراء نے فیصلہ کیا ہے ۔ کہ لوگوں کی غذا بہم پہنچانے کی غرض سے حصول زر کے واسطے عجیب و غریب دستکاریاں و نادر اشیاء مالیتی دس لاکھ کراؤن فروخت کر دیجائیں ۔

بلجیئم میں مزدوروں کی بے چینی (برسلز ۳۰ ستمبر) بلجیئم کان کنوں کی ایک کانگرس نے فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم اجرت کے بارہ میں مطالبہ کی عدم منظوری کی صورت میں نومبر میں عام سٹرائک کر دیجائے ۔

انگلستان میں ریلوے سٹرائک ۔ جہاں تک ریلوے سٹرائک کا تعلق ہے ۔ انگلستان میں حالت قدرے بہتر معلوم ہوتی ہے ۔ یہ خلاف توقع گورنمنٹ کے استقلال پیش بینی اور پبلک کی سرگرمانہ تائید کا نتیجہ ہے ۔ رفع مشکلات کے لئے باشندوں سے والنٹیرز بہم پہنچانے کی جو درخواست کی گئی تھی ۔ اسے تپاک سے قبول کیا گیا ۔ نیز ریلوے کارکنوں کے ایک حصے نے سٹرائک سے قطع تعلق کر لیا ہے ۔ موجودہ تاریک حالت میں یہ آثار بہت کچھ امید افزا ہیں ۔ آسٹریلیا و براعظم یورپ کی سٹرائکوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے ۔ کہ انگلستان کی ریلوے سٹرائک کے طور پر سخت اور بھاری سٹرائکوں کو خواہ وہ کیسی ہی طاقتور کیوں نہوں ۔ پبلک عزم مصمم سے ہمیشہ شکست دیتی رہی ہے ۔ جبکہ محنت پیشہ طبقات کی انجمن حصول انصاف کے لئے معرکہ آرائیوں بلکہ من مانی شرائط قبول کرانے کے استحقاق پر جھگڑ رہی ہوں ۔ اسی بناء پر ریلوے سٹرائک کے بھی الٹ جانے کی توقع کی جاتی ہے ۔ ایک تشویش کی وجہ یہ ہے کہ کہیں بار برداری والے اور محنت پیشہ لوگوں کی دیگر بڑی بڑی انجمنیں سٹرائک میں شامل ہو جائیں ۔ اگر ایسا ہوا بھی تو امید ہے ۔ کہ اہل انگلستان ہرگز اسبات پر آمادہ ہونگے ۔ کہ انہیں سٹرائک کنندگان اپنی شرائط کا تختہ مشق بنائیں ۔ بلکہ وہ اس صنعتی سازش کو شکست دینے کی کوشش کرینگے ۔

ہڑتال کی حالت کیا ہے ؟ لنڈن یکم اکتوبر ۔ بعد کل کی ۷۰۰ ریلوں کے اور زیادہ ریلیں جاری ہو گئی ہیں ۔ ان میں سے ۲۴۰ گریٹ ویسٹرن لائن پر ہیں ۔ تقسیم خوراک کا سرکاری انتظام بغیر کسی تکلیف کے چل رہا ہے ۔ ہڑتال کنندگان کی طرف سے کوئی ایسا نشان معلوم نہیں ہوتا جس سے ظاہر ہو کہ ہڑتال کرنے والے بتزلزل ہیں ۔ بہت تھوڑے آدمی خاص کر کاریگر کام پر نہیں گئے ۔ حکام کو ہمت دلانے والا صرف یہی پہلو ہے ۔ کہ بہت سے نوجوانوں نے والنٹیر ہونے کی درخواست کر دی ہے ۔ تاکہ انہیں ریل میں مستقل اسامی مل جائے ۔ ان والنٹیروں کو اچھی طرح سے سمجھ سوچ کر نوکر رکھا جا رہا ہے ۔ کہ ان کو کام سکھانے کے بعد مستقل کاموں پر متعین کر دیا جائیگا ۔

جرمن سوشلسٹ ۔ (برلن ۔ ۳۰ ستمبر) سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی کانفرنس نے وزیر مدافعت پر نوسک کی نسبت بالاتفاق ووٹ اعتماد پاس کیا ۔ جس نے نہایت زور سے انتہا پسندوں کی مذمت کی ۔ جو دہشت انگیزی بدمعاشی اور جور و تشدد میں پرانے حکمرانوں کے بدترین گناہوں سے بھی ہزاروں گنا آگے بڑھ گئے ہیں ۔ وزیر مدافعت نے کہا کہ اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں ۔ تو ہمیں ساٹھ ملین متنفسوں کی قوم کو تباہ کرنے کی بجائے دو ہزار دیوانے بیوقوفوں کو قربان کرنے پر آمادہ ہو جانا چاہئیے

ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے ڈاک رسانی ۔ کل ۵۴ ہوائی جہاز ملک میں ڈاک تقسیم کرنے کو لگائے گئے تھے ۔ لنڈن اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں آمد و رفت کا سلسلہ متواتر جاری ہے .... [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)